شیخ الحدیث صوفی محمد سرورؒ کی رحلت

محمد اعجاز مصطفیٰ

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمد حسن قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے تلمیذ، ہزاروں علماء کرام کے شیخ و مربی حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب اس دنیا کے رنگ و بو میں پچاسی بہاریں دیکھ کر ۲۹/شعبان ۱۴۳۹ھ، مطابق ۱۵/مئی ۲۰۱۸ء بروز منگل راہیِ آخرت ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون. إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطٰی وکل شیء عندہٗ بأجلٍ مسمّٰی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں ہند و پاک کے کئی اکابر اور بزرگ اس دنیا سے رخصت ہوئے، مثلاً: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ رئیس و مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا (وقف) ۱۴/اپریل ۲۰۱۸ء، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ کے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ ۲۲/اپریل ۲۰۱۸ء، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہٗ کے صاحبزادہ اور حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے نواسہ، دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن کامران بلاک لاہور کے مہتمم حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ ۳۰/اپریل ۲۰۱۸ء مدینہ طیبہ میں وصال فرماگئے۔ مولانا قاری منظور الحق (لاوہ، تلہ گنگ) ۴/مئی ۲۰۱۸ء، پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفورؒ (ٹیکسلا) ۱۸/مئی ۲۰۱۸ء راہیِ عالم آخرت ہوئے۔ لگتا یوں ہے کہ موت نے قیمتی انسانوں کو اس دنیا سے لے جانے کا تہیہ کرلیا ہے اور یہ قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہٗ من قلوب العباد ولکن یقبضہٗ بقبض

العلماء. حتی إذا لم یبق عالماً اتخذالناس رؤساً جهالاً فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا۔‘‘

ترجمہ: ’’بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے، بلکہ قبضِ علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اُٹھاتا رہے گا، یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات ہوں گے وہ بغیر جانے بوجھے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے:

’’یذهب الصالحون الأول فالأول، ویبقٰی حفالة کحفالة الشعیر أوالتمر لایبالیهم اللّٰه بالة۔‘‘

ترجمہ: ’’نیک لوگ یکے بعد دیگرے اُٹھتے جائیں گے اور (انسانیت کی) تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی، جیسا کہ رَدّی، جَو اور کھجور رہ جاتے ہیں، حق تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرے گا۔‘‘

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

’’جس طرح انسانوں کی جسمانی صحت نسلاً بعد نسل کمزور ہوتی جارہی ہے، اسی طرح اخلاقی صحت بھی دن بدن رُو بہ زوال ہے، آج کل عام طور پر انسان' انسان نہیں۔ انسانیت کی چلتی پھرتی لاشیں ہیں، جو حیاتِ مستعار کا بار کندھوں پر اُٹھائے پھر رہی ہیں اور فضائے بسیط کو اپنے تعفُّن سے مسموم کررہی ہے۔

نیستند آدم خلافِ آدم اند
ایں بہائم در غلافِ آدم اند

اجلِ مسمّٰی (موت) کا ہاتھ انسانیت کے دسترخوان سے قیمتی دانوں کو بتدریج اُٹھاتا جارہا ہے اور اب انسانیت کے ڈھیر میں خال خال حضرات ایسے نظر آتے ہیں جو انسانیت کے اخلاقی جوہر کے امین ہوں، جن کے علم پر اعتماد کیا جاسکے، جن کا عمل اُمت کے لیے نمونہ بنے اور جن کے سیرت وکردار کو دیکھ کر انسانی سیرت کی نوک پلک درست کی جائے۔

ان اکابر کے سانحۂ ارتحال کا ایک المناک پہلو یہ ہے کہ اُمت ان فیوض و برکات سے محروم ہوجاتی ہے جن کا تعلق ان کی ذات سے ہوتا ہے، ان کی دعائے نیم شبی، بارگاہِ خداوندی میں ان کی گریہ و زاری، پوری اُمت کے لیے ان کا سراپا سوز وگداز، اصلاحِ اُمت کی فکر اور لگن، یہ چیزیں ان کی ذات

کے ساتھ ہی رخصت ہو جاتی ہیں اور اُمت کے لیے اس نقصان کی کوئی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ہر بزرگ کے ساتھ تعلق مع اللہ کی ایک نسبت قائم ہوتی ہے، جو اُمت میں قبولِ حق کی ایک خاص استعداد پیدا کرتی ہے، اس نسبت کے ختم ہو جانے کے بعد قبولِ حق کی استعداد کا رنگ وہ نہیں رہتا ہے جو پہلے تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی صحبت ومعیت کی وجہ سے ایمان ویقین کا جو نقشہ تھا، نزولِ وحی کے مشاہدہ سے جو کیفیت حاصل ہوتی تھی، جبرئیل علیہ السلام کی آمد سے جو ملکوتی اثرات قلوب پر نازل ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے تعلق مع اللہ کی جو نسبت قائم ہوتی تھی دورِ نبوت کے بعد اُسے آخر کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’وما نفضنا أیدینا من التراب إلا أنکرنا قلوبنا۔‘‘

ترجمہ: ’’ہم ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ بھی نہ ہو پائے تھے کہ ہمارے قلوب کی وہ کیفیت باقی نہ رہی۔‘‘

غروبِ آفتاب کے بعد آپ روشنی کے ہزاروں وسائل جمع کر لیں، مگر وہ روشنی اور حرارت جو وجودِ آفتاب سے حاصل ہوتی ہے، کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی، اسی طرح خلافتِ راشدہ کے چاروں اَدوار میں نسبت مع اللہ کا رنگ بدلتا رہا، دورِ صدیقی کی برکات کبھی واپس نہ آسکیں، نہ دورِ فاروقی کی نسبت کو واپس لیا جا سکا۔

فرض کیجئے! ایک مکان میں بے شمار قمقمے روشن ہیں، جو اپنی تابانی اور ضیا پاشی میں مختلف ہیں، اگر ان کو یکے بعد دیگرے گُل کر دیا جائے تو تدریجاً روشنی مدہم ہوتے ہوتے یکسر ختم ہو جائے گی اور پورے ماحول پر تاریکی کے مہیب سائے منڈلانے لگیں گے، اسی طرح اہل اللہ کا وجود اس کائنات کے لیے رُشد وہدایت کی قندیل ہے، جوں جوں اہل اللہ اس عالم سے روپوش ہوتے جا رہے ہیں، ہدایت کا نور مدہم پڑتا جا رہا ہے اور آہستہ آہستہ یہ کائنات‘ کفر وضلالت کی تاریکیوں کی لپیٹ میں آتی جا رہی ہے اور قلوب سے نورِ یقین مٹتا جا رہا ہے اور جب رُشد وہدایت کی ایک بھی شمع باقی نہیں رہے گی اور ہر چہار جانب سے تاریکی چھا جائے گی تو اس عالم کی بساط کو لپیٹ دیا جائے گا، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

’’لاتقوم الساعة حتی لایقال فی الأرض اللّٰہ، اللّٰہ، لاتقوم الساعة إلا علٰی شرار الخلق۔‘‘

ترجمہ: ’’قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔‘‘

حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ آغازِ جوانی سے ہی متبع سنت، شریعت کے پابند، گناہوں سے کوسوں دور، عابد، زاہد، اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت رکھنے والے اور تارک عن الدنیا رہے۔ ہمیشہ انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لیے ہی وقف رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ علماء کا ہر حلقہ اور ہر جماعت آپ سے محبت کرتی اور آپ کو اپنا سرپرست اور بزرگ تسلیم کرتی تھی۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ کو تصنیف وتالیف سے بھی شغف رہا۔ آپ کی کئی کتابیں طبع ہوکر حلقۂ اہلِ علم میں سندِ قبولیت اور درجۂ محبوبیت پاچکی ہیں۔

حضرت صوفی صاحب کی پیدائش چوہدری محمد رمضان کے ہاں ۷؍ستمبر ۱۹۳۳ء کو راجن پور میں ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہوئی، میٹرک کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۴ء میں دورۂ حدیث کرکے سندِ فراغت حاصل کی۔ ایک سال تکمیل میں لگایا، تکمیل کے بعد دو سال جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور میں تدریس کی۔ اس کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث دوبارہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ فنون کی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک دار العلوم عیدگاہ کبیر والا میں تدریس فرماتے رہے۔ ۱۹۷۰ء سے آخر دم تک جامعہ اشرفیہ لاہور سے وابستہ رہے۔

آپ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے اپنے متعلقین، مسترشدین، خلفاء، اپنے تلامذہ اور عامۃ المسلمین کو ایک مجمع عام میں پُرمغز و پُراثر خصوصی نصائح ارشاد فرمائیں، افادۂ عام کی غرض سے انہیں بھی کسی قدر حک واضافہ کے بعد ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:

’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم وخاتم النبیین وعلٰی آلہٖ وأزواجہٖ وأصحابہٖ وأتباعہٖ أجمعین

میں اپنے خلفاء کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً محبت سے تاکیداً عرض کرتا ہوں کہ: سب سے پہلے اپنے عقائد کو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے مطابق رکھنا۔ ضرورت کے مطابق علم دین حاصل کرنا۔ اگر پہلے ضروریاتِ دین کا علم حاصل نہیں کیا ہے تو حاصل کیجئے، اگر حاصل کرلیا ہے تو عمل کیجئے۔

زندگی بھر اپنے باطن کی اصلاح کی فکر رکھنا۔ یہ مت سوچنا کہ خلیفہ بن چکا ہوں، اب مجھے ضرورت نہیں یا میں اصلاح یافتہ ہوچکا ہوں، بلکہ ساری زندگی اس بات کا دھیان رہے کہ بُرے اخلاق

مثلاً: تکبر، حسد، غیبت، حبِ مال، حبِ جاہ، حبِ دنیا اور ریا کاری وغیرہ کہیں اُبھرنے نہ پائیں اور اچھے اخلاق جیسے: محبتِ الٰہیہ، اخلاص، صبر، شکر، توکل وغیرہ کہیں دبنے نہ پائیں، یعنی ہم کسی وقت ان عالی اخلاق سے خالی نہ ہوں۔

ساری زندگی اس طرف دھیان رکھنے اور عملی طور پر کوشش کرنے کا نام اصلاح یافتہ ہونا ہے۔اس کا پتہ تو موت کے وقت ہی لگ سکتا ہے، اس لیے کوئی اپنے آپ کو اصلاح یافتہ نہیں سمجھ سکتا۔علماء وطلبا درس و تدریس میں مغرور کبھی نہ ہوں، شکر بجا لائیں، اہل اللہ کی خدمت، صحبت اور زیارت کو رغبت وشوق سے اپنانا۔(اپنے اکابر خصوصاً) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے ذوق کے مطابق دین کا کام کرتے رہنا۔

جماعت کی نماز کو بلا عذر مستقل کبھی نہ چھوڑنا۔چار انگل سے کم داڑھی کبھی نہ کاٹنا۔کھڑے ہونے کی حالت میں، رکوع کی حالت میں، چلنے کی حالت میں شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے کبھی نہ رکھنا۔معاملات، لین دین میں کبھی کسی کا پیسہ نہ مارنا۔کسی کو بُرا کہا ہو یا غیبت کی ہو یا مارا پیٹا ہو تو جلدی معافی مانگ لینا۔اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا۔اختلافی مسائل میں احتیاط پر عمل کرنا۔سب گناہوں سے توبہ کرتے رہنا۔اہلِ حقوق کو ان کے حقوق ادا کرنا۔لڑنے جھگڑنے سے مکمل پرہیز کرنا۔غیر محرم عورتوں سے بلا وجہ غیر ضروری تعلقات نہ رکھنا۔غیر شرعی اور غیر قانونی کاموں کے کرنے سے ہمیشہ بچنا۔

اپنے مسلک کو چھوڑنا نہیں، دوسرے کے مسلک کو چھیڑنا نہیں۔حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلک میں سے اسی طرح چاروں سلسلوں چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور قادریہ میں سے کسی ایک کی ایسے انداز میں تعریف کرنا کہ جس سے دوسرے کی تذلیل ہو، بلکہ اس طرح کہنے سے بھی بچا جائے کہ ہمارا مسلک ومشرب ہی اچھا ہے۔شہوت اور غصہ کے تقاضے پر ناجائز عمل نہ کرنا۔جلد بازی سے بچنا۔مشورہ کرکے کام کرنا۔امت میں ہمیشہ جوڑنے کا کام کرنا، انتشار اور فتنہ والے امور سے بہت بچنا۔

ختم نبوت کے کام کے ساتھ ہمیشہ جڑے رہنا۔تبلیغ کے کام کے ساتھ جڑنا، تبلیغی حضرات کی ہمیشہ نصرت کرنے کی ہمت کرنا۔غیبتوں کے کرنے، سننے سے بہت بچنا۔حسد اور ریا کاری نے بہت لوگوں کو تباہ کردیا ہے، بلکہ اکثر اُمت ان دونوں گناہوں کی وجہ سے بربادی کی طرف بڑھ رہی ہے، ہمیشہ ان دونوں گناہوں سے خاص طور سے ہوشیار رہنا۔اپنی رائے پر جمود کبھی نہ رکھنا، اور اپنی رائے کو کبھی حرفِ آخر نہ سمجھنا۔مہمان نوازی، صدقہ نافلہ، خیرات، ہدایا، تحفے، سخاوت جیسے نیک کاموں، نیک اعمال کو اپنے عمل میں رواں رکھنا۔

زندگی بھر حق تعالیٰ کا شکر ہی شکر ادا کرتے رہنا۔ مصیبت والے دنوں میں عافیت کی طلب میں کمی نہ کرنا، جب خدانخواستہ کوئی مصیبت آجائے تو صبر واستقامت سے کام لینا۔ غصہ اور سخت مزاجی کو بدل کر نرمی اور ضبط وتحمل کو عادت بنانا۔ موت کا ہر وقت خیال رکھنا۔ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا، نیکی ہوجائے تو شکر بجالانا، گناہ ہوجائے تو سچی توبہ میں دیر نہ کرنا۔ سچ بولنے اور رزق حلال کو مستقل اپنانا۔ بیوی پر ظلم وزیادتی، بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ، سخت گیری سے بہت دور رہنا۔

معاشرہ میں اچھے سے اچھا کردار ادا کرنا۔ کبھی کسی سے متعلق بُری رائے قائم نہ کرنا۔ کسی کے معاملات میں اول تو دخل نہ دینا، اگر دینا ہو تو شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا۔ دینی بات یا واقعات نقل کرنے میں مبالغہ نہ کرنا۔ کسی کے عیب تلاش نہ کرنا، بلکہ ہر ایک کے عیب پر پردہ ڈالے رکھنا۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ معمول رکھنا۔ درود پاک کی کوشش کیجئے کہ روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا جائے، کوئی سا بھی درود ہو۔

اسی طرح ذکر اللہ خوب کیجئے، خاص طور پر پانچ سو بار کلمہ شریف، پانچ سو بار لا حول ولا قوۃ إلا باللہ، نیز چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے دیگر تسبیحات: سبحان اللہ، الحمدللہ، لا إلٰہ إلا اللہ، اللہ أکبر پڑھتے رہنے کی کوشش کرنا، تاکہ نیکیاں زیادہ سے زیادہ جمع ہوسکیں۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے خاندان کو اور مجھ سے اصلاحی تعلق رکھنے والوں اور ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کو معاف فرمائے اور ہم سب حاضرین کی بلا عذاب وبلا حساب بخشش فرمائے، آمین ثم آمین۔''

آپ نے مندرجہ ذیل کتب تالیف فرمائیں:

۱:... حسن المعبود فی حل سنن ابوداؤد (اردو) دو جلد، ۲:... الخیر الجاری فی حل صحیح البخاری (۶ جلد)، ۳:... تحسین المبانی (مختصر المعانی کا خلاصہ)، ۴:... احسن المواعظ، مسلک تھانہ بھون۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کی حسنات کو قبول فرمائیں، جنت الفردوس کا آپ کو مکین بنائیں، آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین۔

قارئینِ بینات سے حضرت کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللّٰهُ تعالٰی علٰی خیر خلقهٖ سیّدنا محمد وآلهٖ وأصحابهٖ وأتباعه أجمعین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....